باب 7 نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان
(Ideology of Pakistan and Pakistan Movement)

نظریہ پاکستان کے معانی و ہیئت (Meaning and Nature of Ideology of Pakistan)

لفظ "نظریہ" کو انگریزی زبان میں آئیڈیالوجی (Ideology) کہا جاتا ہے اس لیے نظریہ پاکستان کو آئیڈیالوجی آف پاکستان (Ideology of Pakistan) کہتے ہیں۔

نظریہ

نظریہ سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فلسفہ وتفکر پر رکھی گئی ہو اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے حل کے لیے کوئی منصوبہ بنایا گیا ہو۔

اگر ہم نظریہ کی اس تعریف کو پیش نظر رکھتے ہیں تو ہمیں نظریہ پاکستان کا مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جس کی بنیاد ایک فلسفہ اور ایک پروگرام پر استوار کی گئی ہے۔ یہ فلسفہ یا پروگرام دین اسلام ہے۔ پاکستان کی تمام تر اساس دین اسلام ہے اور یہی وہ لائحہ عمل اور جذبہ ہے جو پاکستان کی تحریک کا باعث بنا۔

نظریہ پاکستان کی تعریف

1- نظریہ پاکستان قرآن وسنت کے اصولوں پر مبنی معاشرہ کی تخلیق کا نام ہے۔

2- نظریہ پاکستان ایک عالمگیر اسلامی انقلاب کا نام ہے جو جغرافیائی پہچان نہیں رکھتا۔

3- نظریہ پاکستان کلمہ توحید کی بنیاد پر قوم کی تخلیق کرتا ہے۔

4- نظریہ پاکستان دین اسلام کے اصولوں پر مبنی سوچ کا نام ہے۔

5- نظریہ پاکستان مسلمانوں کی سیاسی، معاشرتی، ثقافتی اور معاشی قدروں کی حفاظت کے لیے کیے جانے والے اقدامات کا نام ہے۔

6- نظریہ پاکستان ایک ایسا قلعہ تعمیر کرنے کا نام ہے جو دنیا بھر کی مسلم آبادی کے حقوق کی حفاظت کرنے کے قابل ہو اور جو مسلمانوں میں اتحاد اور نظم وضبط کے فروغ کا باعث بنے۔

7- ملی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان میں اسلام کی حکمرانی اور اتحاد بین المسلمین کی عملی کوشش کا نام نظریہ پاکستان ہے۔

8- نظریہ پاکستان درحقیقت اسلامی اقدار کی دیکھ بھال اور ان اقدار کو عملی طور پر اپنانے کا نام ہے۔

9- نظریہ پاکستان سے مراد ایک الگ خطہ زمین کا حصول ہے جس میں مسلمانان برصغیر قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی اقدار ونظریات کا تحفظ وفروغ کر سکیں۔

نظریہ پاکستان کا پس منظر

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کا وجود کسی حادثاتی اتفاق کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک طویل اور مسلسل جدوجہد کا حاصل ہے۔ اس کی بنیادیں اسلامی نظریہ حیات اور اسلامی فلسفہ پر قائم ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے سیاسی اور تہذیبی پس منظر میں اسلامی فلسفہ زندگی کی بنیاد پر دو قوموں کا تصور ہی نظریہ پاکستان ہے اس تصور نے مسلمانوں کو احساس دلایا کہ وہ اپنے لیے الگ وطن حاصل کریں۔ نظریہ پاکستان کو تحریک پاکستان میں وہی مقام حاصل ہے جو خوشبو کو پھول میں، روح کو جسم میں، روشنی کو چراغ میں، جڑ کو درخت میں اور تاثیر کو دوا میں حاصل ہے۔

نظریہ پاکستان کے ماخذ

نظریہ پاکستان کا اصل سرچشمہ اسلام ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ پاکستان کا نظام حکومت چلانے کے لیے اصل رہنمائی اسلام سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ آج بھی یہ نعرہ سنا جا رہا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
اسلام ہر قوم، ہر وطن اور ہر دور کے لیے رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔ وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں کا ساتھ دینے کی اس میں مکمل گنجائش موجود ہے۔ چنانچہ پاکستان کے موجودہ آئین میں مسلمانوں کے معاشی، سیاسی، معاشرتی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق اسلام کے بنیادی اصولوں کی تشریح کی گئی ہے۔

نظریہ پاکستان کے بنیادی اصول

1-اسلام

نظریہ پاکستان کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی ہے۔ نظریہ پاکستان میں اسلام کو وہی حیثیت حاصل ہے جو جسم میں خون کو حاصل ہے۔ اسلام کے نفاذ کی خاطر ہی پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ مسلمانانِ ہند نے ایک الگ آزاد خطہ کا مطالبہ صرف اس غرض کے لیے کیا تھا کہ وہ اس میں اپنے دین کو زندگی کے انفرادی اور اجتماعی دائروں سمیت عملاً نافذ کر سکیں۔ وہ چاہتے تھے کہ اپنی آزاد مملکت میں اسلام کے تہذیبی اور تمدنی نظام کو اس طرح فروغ دے سکیں کہ وہ دکھوں کی ماری ہوئی انسانیت کے لیے روشنی کا ایک مینار بن سکیں۔ وہ اپنے گھر میں وہی اسلام قائم کر سکیں جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں۔ قائد اعظمؒ نے ایک مرتبہ فرمایا: "ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔"

2-دو قومی نظریہ

ہندوستان کے مخصوص حالات کے پیش نظر تحریک آزادی میں دو قومی نظریہ کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس مملکت کا وجود ہی اس بات کا مظہر ہے کہ مسلمان ہر اعتبار سے الگ قوم ہیں۔ ان کی تہذیب و ثقافت، نصب العین اور سوچ و فکر کے انداز دوسری اقوام سے مختلف ہیں۔ 1940ء میں لاہور میں مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا:
"ہندو اور مسلمان دو مختلف مذہبی اور معاشرتی رسومات سے تعلق رکھتے ہیں۔ نہ وہ آپس میں شادیاں کر سکتے ہیں اور نہ ہی ایک ساتھ کھانا کھا سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دو مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیاد متضاد نظریات اور تصورات پر ہے۔"

آپ نے فرمایا: ''قوم کی ہر تعریف اور تشریح کی رو سے مسلمان ایک قوم ہیں لہٰذا ان کا ایک وطن ایک علاقہ اور ریاست ہونی چاہیے۔''

3- نظام جمہوریت

نظریہ پاکستان کے مطابق ملک کا سیاسی نظام عوام کی شرکت سے وجود میں آتا ہے۔ اگرچہ مملکت پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے لیکن مغربی مفہوم میں یہ ایسی ''تھیا کریسی'' نہیں جس میں کسی خاص مذہبی گروہ کو من مانی کرنے کا حق حاصل ہو۔ نظام حکومت عوام کے منتخب نمائندے، عوام کی بہتری اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں چلانے کے پابند ہوں گے۔ پاکستان کے عوام مل کر اپنی آزادرائے سے اپنے حکمرانوں کا انتخاب کریں گے اور ان کی نمائندہ حکومت ان کی ملی اور قومی امنگوں کو عملی جامہ پہنائے گی۔ جمہوریت کا یہ اصول اسلام ہی سے اخذ کیا گیا ہے کیونکہ قرآن وسنت میں مسلمانوں کو اپنے معاملات باہمی مشاورت سے طے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی شخص کو مسلمانوں پر ان کی مرضی کے خلاف حکمرانی کا حق حاصل نہیں ہے۔

4- معاشی عدل

نظریہ پاکستان کا ایک بنیادی اصول عوام کی فلاح و بہبود ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر آئین میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ حکومت تمام شہریوں کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرنے کی پابند ہوگی۔ اسلام کا معاشی عدل کا نظام جدید فلاحی ریاست کے نظریہ کے قریب تر ہے۔

5- طرز معاشرت

نظریہ پاکستان ایک مخصوص طرز زندگی اور تہذیب وثقافت کا داعی ہے۔ بلاشبہ پاکستان کی مسلم تہذیب وثقافت پر اسلام کے نقوش گہرے ہیں۔ تاہم اس ضمن میں برصغیر کے منفرد نسلی وتمدنی، تاریخی ورثہ اور جغرافیائی ماحول کے باعث بھی روایات اور رواجات نشوونما پاتے ہیں۔ ایسے تمام رواجات وطور وطریقے جو اسلامی تعلیمات سے متصادم نہیں وہ یہاں کے مسلمانوں کا ثقافتی ورثہ ہے۔ حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہے کہ لوگوں کی اسلامی ثقافتی اقدار کا تحفظ کرے اور انہیں فروغ دے۔

نظریہ پاکستان کی فلاحی ریاست کے لیے اہمیت

(Significance of Ideology of Pakistan for Welfare State)

نظریہ پاکستان ایک فلاحی ریاست کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ نظریہ ہمیں اس بات پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ آخر پاکستان کی نئی مملکت کے قیام کے اغراض ومقاصد کیا تھے۔ مسلم رہنماؤں کے دل ودماغ میں قیام پاکستان کے وقت یہ خیالات پختہ اور مستحکم تھے کہ نئی مملکت کے قیام کے بعد یہاں کون سا نظام ہوگا۔ قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی اور دیگر مسلم رہنماؤں کی تقاریر کے اقتباسات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ پاکستان میں کس نظام کو رائج کرنا چاہتے تھے۔ نظریہ پاکستان کی فلاحی ریاست کے لیے اہمیت کے بارے میں مندرجہ ذیل امور ذہن نشین ہونے چاہییں۔

1- نظریہ پاکستان کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے۔ یہ نظریہ ہمیں قرآنی احکامات وسنت رسول خاتم النبیین ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہے اس نظریے کے مطابق پوری کائنات پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ''زمین وآسمان پر اللہ کی حاکمیت ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔'' اس پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم اپنی انفرادی واجتماعی زندگیاں سنوار سکتے ہیں اور یہی

فلاحی ریاست کا مقصد ہے۔

2- نظریہ پاکستان اتحاد عالم اسلام کا مظہر ہے اسلام میں معاشرتی امتیازات مثلاً رنگ و نسل اور ملکی تفریق بے معنی ہے اس لیے یہ عالم اسلام کے اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ انھیں اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک فلاحی ریاست کو معرض وجود میں لایا جاسکتا ہے۔

3- فرد، معاشرہ اور فلاحی ریاست کی ترقی ونشوونما کے لیے ایک مضبوط عقیدے، اور نصب العین کی ضرورت ہوتی ہے۔ نظریہ پاکستان ہماری قومی ترقی کا پیش خیمہ ہے۔ مختلف شعبوں میں ترقی کی ترغیب دیتا ہے اور اس بات کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ کہ ہم پاکستان میں متوازی معاشی نظام قائم کر کے اس کو ایک فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں۔

4- نظریہ پاکستان ہماری تہذیب وثقافت کا آئینہ دار ہے جس کی بنیاد پر دوقومی نظریہ معرض وجود میں آیا اور پاکستان کی شکل میں ہمیں ایک نیا اسلامی فلاحی ملک ملا۔

قومی یکجہتی ویگانگت

(National Integration and Cohesion)

مفہوم

قومی یکجہتی ویگانگت سے مراد قوم کے مختلف طبقوں اور گروہوں کے درمیان اشتراک عمل اور باہمی تعاون کا پایا جانا ہے تاکہ ان کے مابین ہمدردی، تعاون، ایثار ومحبت کے جذبات موجزن ہوں اور وہ باہم مل کر ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوں۔ وہ قوم جس میں تعاون واشتراک نہیں ہوتا آپس کی نفرت کی وجہ سے تباہ وبرباد ہو جاتی ہے۔ قوم کا استحکام لوگوں میں تعاون واشتراک کا مرہون منت ہے۔ ہر قوم کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ قومی یکجہتی کو فروغ حاصل ہو اور عوام میں جذبہ اشتراک پیدا ہو۔ اس کے لیے حکومت کئی اقدامات کرتی ہے۔ قومی یکجہتی ایسی قوت ہے جو زبردست مشکلات اور کڑی آزمائشوں کے وقت بھی ایک قوم کو ثابت قدم رکھتی ہے اور اسے کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کرتی ہے۔

قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے ضروری اقدامات

1- اسلام سے تعلق

اسلام ہمیں قومی یکجہتی ویگانگت کا سبق دیتا ہے۔ اسلام ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں یکجا رکھ سکتی ہے۔ پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان میں کئی چیزیں مختلف ہیں لیکن اسلام کا ایک ایسا رشتہ ہے جس نے ہمیں متحد کر رکھا ہے۔ ہمیں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لینا چاہیے تاکہ ہم بھائی بھائی بن جائیں۔ ہم ایک دوسرے سے تعاون کریں اور ایک دوسرے کی مدد کریں تاکہ ہمارے اندر جذبہ اخوت پیدا ہو اور اختلافات ختم ہو جائیں۔

2- نظریہ پاکستان کو سمجھنا

پاکستان کی بنیاد نظریہ پاکستان ہے۔ ہمیں چاہیے کہ نظریہ پاکستان کو اچھی طرح سمجھ لیں تاکہ ہم اپنے قومی تشخص کو فراموش کر کے صوبائیت کا شکار نہ ہو جائیں۔ ہماری نئی نسل کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے پاکستان کو کیوں حاصل کیا؟ اس کے حصول کے لیے ہم نے کیا قربانیاں دی ہیں۔ کتنے عرصہ تک جدوجہد کی۔ جب تک ہم نظریہ پاکستان کو اچھی طرح سمجھ نہ پائیں گے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

3- قائداعظمؒ کے فرمودات پر عمل

قائداعظمؒ بابائے قوم تھے۔ انہوں نے دن رات کام کیا۔ ہندوؤں اور انگریزوں کی سازش کو ناکام بنایا اور ہمارے لیے پاکستان حاصل کیا۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان کے فرمودات پر عمل کریں۔ آپ نے فرمایا ''قوت اخوت ہے'' آپ نے مسلمانوں کو اپنی صفوں میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس میں پاکستان کی سالمیت ہے۔

4- پاکستان مقدس امانت

ہمیں اپنے ذہن میں یہ بات اچھی طرح بٹھالینی چاہیے کہ پاکستان ایک مقدس امانت ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ خواہ ہم کسی صوبہ سے تعلق رکھتے ہوں اور کہیں رہتے ہوں، یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم پاکستانی کی حیثیت سے سوچیں اور قومی یکجہتی کو پیش نظر رکھیں۔ ہمیشہ قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیں۔

5- جذبہ حب الوطنی

وطن سے محبت کرنا قومی یکجہتی کے لیے ضروری ہے۔ اگر وطن ہے تو ہم ہیں اگر وطن نہیں تو ہم بھی نہیں۔ ہمیں اس بات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ پاکستان ایک دن کی پیداوار نہیں ہے۔ اس کے لیے ہم نے سینکڑوں سال جدوجہد کی اور بے شمار قربانیاں دیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس مملکت خداداد سے محبت کریں اور اس کی حفاظت کریں۔

6- ذرائع نشر واشاعت کا صحیح استعمال

قومی سالمیت اور یگانگت کے لیے ذرائع ابلاغ اور نشر واشاعت اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ان کا استعمال صحیح خطوط پر کیا جائے تا کہ لوگوں میں جذبہ حب الوطنی پیدا ہو اور اسلامی اخوت اور اسلامی سیرت وکردار کو فروغ حاصل ہو۔ اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ قومی یکجہتی کی تعمیر کے لیے اپنے وسائل کو صحیح طور پر بروئے کار لائیں۔

7- قومی زبان کی ترویج

ایک مشترک قومی زبان مختلف رنگ ونسل کے مابین قومی اتحاد کا شعور اجاگر کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ خوش قسمتی سے اہل پاکستان کے پاس ایک مشترک قومی زبان اردو ہے جو سارے ملک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ لسانی یگانگت لوگوں کے مابین دوری کو ختم کر دیتی ہے۔ اردو زبان میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ اسلامی تہذیب وثقافت کی علمبردار ہے چنانچہ مذہبی اور قومی نقطہ نظر سے بھی اس زبان کی ترویج ہمارا ایک اہم فریضہ ہے۔

8- صوبائیت پرستی کا خاتمہ

صوبائیت پرستی ایک ایسی لعنت ہے جو قومی اتحاد کی جڑیں کھوکھلی کر دیتی ہے۔ بعض مفاد پرست عناصر اپنے مقاصد کے لیے صوبائی یا علاقائی عصبیت کو ہوا دیتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس قسم کے رجحانات کا قلع قمع کریں۔

9- اسلامی جمہوری روایات کا تحفظ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ مومن اپنے لیے جو پسند کرے اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے۔ اسلام نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی کہہ کر مساوات اور اتحاد کی راہ ہموار کر دی ہے۔ اسلام نے ہمیں خلوص، ہمدردی اور ایثار کی تعلیم دی ہے۔ ہم اسلامی روایات کا تحفظ کر کے مکمل اتحاد اور یگانگت پیدا کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس

امر کی ہے کہ اسلامی جمہوری روایات کو اپنایا جائے۔ نئی نسل کو اس سے آشنا کیا جائے کیونکہ اس کی حفاظت ہی قومی یکجہتی کی ضمانت ہے۔

تحریک پاکستان میں مختلف شخصیات کا کردار

تحریک پاکستان میں سرسید احمد خاں، علامہ محمد اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ نے بہت اہم کردار ادا کیا جن کا ذکر مندرجہ ذیل ہے:

سرسید احمد خاں (1817-1898ء)

Sir Syed Ahmad Khan (1817-1898)

سرسید احمد خاں 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام سید محمد تقی تھا۔ بچپن میں مروجہ تعلیم پائی۔ باپ کی وفات کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت اختیار کرنا پڑی۔ اپنی ذاتی محنت و اعلیٰ صلاحیتوں کی بنا پر 1846ء میں صدر امین مقرر ہوئے۔ 1854ء میں انہیں دہلی سے بجنور بھیج دیا گیا۔ 1858ء میں صدر الصدور کے عہدے پر ترقی پا کر مراد آباد آ گئے۔ آخر میں علی گڑھ منتقل ہو گئے اور 1898ء میں وفات پائی۔

خدمات

1- سرسید احمد خاں نے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کی دیوار گرانے کے لیے دو کتب، رسالہ ''اسباب بغاوت ہند'' اور ''ہندوستان کے وفادار مسلمان'' لکھیں اور ان کی دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنے کی کوشش کی۔

2- انجیل کی تفسیر ''تبین الکلام'' لکھی تا کہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان مشابہت ثابت کی جا سکے۔

3- رسالہ ''احکام طعام اہل کتاب'' میں انہوں نے یہ ثابت کیا کہ عیسائیوں کے ساتھ کھانا جائز ہے۔ ان کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ 1870ء کے آخر میں انگریزوں نے مسلمانوں کے بارے میں اپنی پالیسی نرم کر دی۔

4- 1859ء میں مراد آباد میں ایک فارسی مدرسہ قائم کیا۔

5- 1862ء میں غازی پور میں ایک انگریزی سکول کی بنیاد رکھی۔ یہاں پر ہی سائنٹیفک سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا جس کا کام انگریزی ادب کو اردو زبان میں منتقل کرنا تھا۔ 1866ء میں اسی سوسائٹی کے زیر اہتمام ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'' کے نام سے ایک اخبار جاری ہوا۔

6- 1869ء میں سرسید اپنے بیٹے سید محمود کے ہمراہ انگلینڈ گئے وہاں کے نظام تعلیم کا بغور جائزہ لیا اور 1870ء میں واپسی پر ''انجمن خواستگاران ترقی تعلیم مسلمانانِ ہند'' کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی۔ جس کا مقصد مسلمانوں کو جدید علوم سے آراستہ کرنا تھا۔

7- 1870ء میں ہی انہوں نے رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' شائع کیا، جس میں مسلمانوں کو معاشرتی آداب اور اصول بتائے گئے تا کہ مسلمان اور انگریز ایک دوسرے کے قریب آ سکیں۔

8- 1875ء میں علی گڑھ کے مقام پر ایم۔اے۔او ہائی سکول کا قیام سرسید احمد خاں کی ایک اعلیٰ ترین خدمت ہے جس کو 1877ء میں کالج کا درجہ دے دیا گیا۔ ان کے انتقال کے بعد 1920ء میں یہ کالج یونیورسٹی بن گیا جسے اب مسلم علی گڑھ یونیورسٹی کہتے ہیں۔ پاکستان کا قیام بھی انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

9- سر سید احمد خاں نے 1886ء میں ''آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس'' قائم کی یہ ایک غیر سیاسی تنظیم تھی جس کا مقصد مسلمانوں کے لیے تعلیمی ترقی کے مختلف اقدامات کرنا تھا اور ان کے اندر تعلیمی جذبہ و شوق پیدا کرنا تھا۔

10- سر سید نے سب سے پہلے جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے لیے لفظ ''قوم'' استعمال کیا اور 1867ء میں بنارس میں اردو ہندی جھگڑے کی بنا پر دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی۔ اسی دو قومی نظریے کی بنا پر ہندوستان تقسیم ہوا۔

11- تحریک علی گڑھ نے پسماندہ مسلمان قوم کے اندر ایک نئی روح پھونکی۔ ان کے کھوئے ہوئے ملکی و قومی تشخص کو بحال کیا۔ ان کے سیاسی جذبے کو ابھارا اور ان کو ایسی قیادت دی جس نے تحریک آزادی کو جلا بخشی۔ یہ اسی تحریک کا کرشمہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمان قوم کا اسلامی معاشرے میں وقار بلند ہوا اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ (1877-1938ء)

Dr. Allama Muhammad Iqbal (1877-1938)

پاکستانی قوم جن راہنماؤں کو احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے ان میں سے ایک شخصیت علامہ محمد اقبالؒ کی ہے۔ وہ نہ صرف ایک عظیم فلسفی شاعر تھے بلکہ ترجمان اسلام بھی تھے۔ ان کا شمار سیاست دانوں میں بھی ہوتا ہے کیونکہ آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک الگ مملکت کا ٹھوس تصور دیا۔

علامہ اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ کے ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا جو ایک نیک اور پرہیز گار انسان تھے۔ آپ کے استاد سید میر حسن کی تربیت کا آپ پر گہرا اثر ہوا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کیا۔ فلسفہ میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ 1905ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ چلے گئے۔ انگلینڈ سے بار ایٹ لاء اور میونخ یونیورسٹی جرمنی سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ واپسی پر گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور استاد کام کیا۔ جلد ہی ملازمت چھوڑ کر وکالت کے پیشے سے منسلک ہو گئے۔ آپ پنجاب اسمبلی کے رکن بھی رہے۔ آپ 21 اپریل 1938ء میں اس دار فانی کو چھوڑ گئے اور بادشاہی مسجد لاہور کے سامنے دفن ہوئے۔

خدمات

1- علامہ اقبالؒ تاریخ پاکستان میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ ابتدا میں آپ وطن پرست اور ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ آپ کے ابتدائی اشعار اس بات کی عکاسی کرتے ہیں۔ یورپ کی اعلیٰ تعلیم نے آپ کے نقطہ نظر کو بدل دیا۔ آپ کے اشعار اب مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے ترجمان تھے۔ آپ سارے عالم اسلام کو متحد دیکھنا چاہتے تھے۔

2- علامہ اقبالؒ نے آزادی کے لیے مسلمانوں کی راہنمائی کی۔ آپ کو تصور پاکستان کا خالق کہا جاتا ہے۔ آپ نے مسلم لیگ کے 1930ء الہ آباد کے اجلاس میں ایک صدارتی خطبہ میں مسلمانوں کی الگ آزاد ریاست پر روشنی ڈالی اور دلائل سے واضح کیا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اس لیے مسلم اکثریتی علاقوں پنجاب، سندھ، بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبے پر مشتمل مسلمانوں کی اسلامی ریاست قائم کی جائے۔

3- آپ نے دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کی اور مختلف راہنماؤں کو اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔

4- جب قائداعظمؒ انگلینڈ میں سکونت پذیر ہو گئے تو آپ نے 1934ء میں انہیں ہندوستان واپس آنے کی درخواست کی تاکہ وہ

مسلمانوں کی راہنمائی کر سکیں۔

5- 1940ء میں مسلمانوں نے الگ وطن کا مطالبہ پیش کیا تو 1947ء میں علامہ اقبال کا خواب پورا ہو گیا اور پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ (1876-1948ء)

Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah (1876-1948)

قائداعظمؒ کی شخصیت نے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی تقدیر بدل دی اور انگریزوں و ہندوؤں کو ہندوستان تقسیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

قائداعظمؒ محمد علی جناحؒ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد پونجا جناح کاروبار کرتے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں آپ کو سندھ مدرسہ ہائی سکول کراچی میں داخل کروا دیا گیا۔ 1892ء میں میٹرک کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ لندن چلے گئے وہاں لنکن ان یونیورسٹی میں قانون کی تعلیم حاصل کی۔ واپسی پر 1896ء میں انہیں کافی مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اور بمبئی (ممبئی) میں وکالت شروع کر دی۔ 1906ء میں صدر کانگرس دادا بھائی نوروجی کی وساطت سے کانگرس میں شامل ہوئے۔ 1913ء میں سید وزیر حسن کے کہنے پر مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کی پھر مسلمانوں کی تاریخ کا رخ موڑنے میں لگ گئے۔ ظہور پاکستان کے بعد پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ آپ نے 11 ستمبر 1948ء میں وفات پائی اور کراچی میں دفن ہیں۔

خدمات

1- 1916ء میں قائداعظمؒ نے میثاق لکھنو کے تحت دونوں قوموں (ہندوؤں اور مسلمانوں) کو آپس میں متحد کر دیا۔ مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے جداگانہ انتخاب کا حق منوالیا اور ''سفیر امن'' کا خطاب پایا۔

2- 1919ء میں سر سڈنی رولٹ نے ایک ایکٹ پاس کروایا جسے رولٹ ایکٹ کا نام دیا گیا۔ یہ ایک کالا قانون تھا جس میں انتظامیہ کو لامحدود اختیارات دیے گئے اور شہریوں کے حقوق پامال کیے گئے۔ قائداعظمؒ نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور حکومت برطانیہ سے کہا کہ جو قوم امن کے زمانے میں کالے قانون بناتی ہے وہ مہذب قوم نہیں ہو سکتی۔

3- 1927ء میں تجاویز دہلی میں قائداعظمؒ نے جداگانہ انتخاب کے حق سے دست بردار ہو کر ہندوؤں سے دیگر بہت زیادہ آئینی مراعات حاصل کر لیں۔

4- 1928ء میں نہرو رپورٹ کو مسترد کر کے 1929ء میں چودہ نکات پیش کیے، جس سے پاکستان کی منزل متعین ہو گئی۔

5- گول میز کانفرنسوں (31-1930ء) میں شرکت کر کے مسلمانوں کے قومی تشخص کو برقرار رکھا۔

6- 1934ء میں مسلم لیگ میں جان ڈال کر تحریک آزادی کو آگے بڑھایا۔

7- 1940ء میں منٹو پارک مسلم لیگ کے اجلاس میں قرارداد لاہور سے ایک دن پہلے دو قومی نظریے کی وضاحت کی جو پاکستان کی بنیاد بنا۔

8- 1940ء سے 1945ء کے درمیانی عرصہ میں ایک طرف حکومت اور سیاسی جماعتوں کے درمیان اور دوسری طرف مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان مفاہمت پیدا کرنے کی کئی کوششیں کیں۔ جن میں کرپس مشن، گاندھی جناح مذاکرات اور شملہ کانفرنس قابل ذکر ہیں۔

9- 1945-1946ء کے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں کامیابی قائداعظمؒ ہی کی محنت کا ثمر ہے۔ انہوں نے دونوں قوموں (انگریزوں و ہندوؤں) کی سازشوں کا جال ختم کردیا۔ آخر کار ماؤنٹ بیٹن نے 3 جون 1947ء کا منصوبہ پیش کر کے قیام پاکستان کی حامی بھر لی اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان عالم وجود میں آ گیا۔

مسلم لیگ کا قیام 1906ء
Foundation of Muslim League

انتظامی سہولیات کے پیش نظر لارڈ کرزن نے 1905ء میں بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کردیا، جس سے مسلمانوں کو فائدہ ہوا۔ ہندوؤں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ ہندوؤں کی مخالفت، شملہ وفد کی کامیابی اور انگریزوں کی آئینی اصلاحات کے رجحان کو دیکھ کر مسلمانوں نے اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لیے ایک سیاسی جماعت کے قیام کا سوچا۔ دسمبر 1906ء میں ڈھاکہ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرس کا سالانہ اجلاس ہوا، جہاں سیاسی جماعت کی تشکیل پر غور ہوا۔ 30 دسمبر 1906ء کو نواب وقار الملک کی زیر صدارت ایک خاص اجلاس میں نواب سلیم اللہ کی تحریک پر آل انڈیا مسلم لیگ کے نام سے ایک سیاسی جماعت قائم ہوئی۔ سر آغا خاں اس کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ مرکزی دفتر علی گڑھ میں قائم کیا گیا۔

مقاصد

آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کی پہلی سیاسی جماعت تھی جو مندرجہ ذیل مقاصد کے لیے قائم کی گئی۔

1- ہندوستان کے مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے لیے جذبہ وفاداری پیدا کرنا اور حکومت کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔

2- مسلمانوں کے حقوق و مفادات کا تحفظ کرنا اور ان کے مطالبات کو حکومت تک پہنچانا۔

3- ہندوستان کی تمام دوسری اقوام خصوصاً ہندوؤں کے ساتھ تعاون کرنا۔

اہمیت

یہ حقیقت ہے کہ مسلم لیگ کو پاکستان کی بانی جماعت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قائداعظمؒ نے 1913ء مسلم لیگ میں شامل ہو کر اسے مزید فعال بنانے کی کوشش کی۔ انہوں نے اس کے پلیٹ فارم پر رہ کر کئی کارنامے سرانجام دیے جس سے اس کی افادیت واہمیت بڑھتی چلی گئی۔ آخر کار یہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بن گئی۔

1- مسلم لیگ نے مسلمانوں کو احساس کمتری میں مبتلا ہونے سے بچایا۔ 1909ء میں جداگانہ انتخاب کے مطالبے کو منوانے میں کامیابی حاصل کی اور دو قومی نظریے کو تقویت پہنچائی۔

2- مسلم لیگ نے برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی شعور اور ملی احساس پیدا کیا۔ ان کی سیاسی تاریخ اور آزادی کی جدوجہد کو نئی زندگی بخشی۔

3- مسلم لیگ نے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کیا تاکہ وہ اپنے حقوق کا تحفظ کر سکیں۔ ان کے مفادات کی نگرانی کی اور ان کے مطالبات کو مؤثر طریقے سے حکومت وقت کے سامنے پیش کرتی رہی۔

4- مسلم لیگ کے اجلاس میں ہی علامہ اقبالؒ نے 1930ء میں تصور پاکستان پیش کیا۔ 1940ء میں مسلم لیگ کی طرف سے باقاعدہ طور پر قراردادِ لاہور کے ذریعے الگ وطن کا مطالبہ کیا گیا۔ قائداعظمؒ کی قیادت میں مسلم لیگ نے جدوجہد کی اور پاکستان ایک اسلامی مملکت کے طور پر معرضِ وجود میں آیا۔

قائداعظمؒ کے چودہ نکات (1929ء)

Quaid-e-Azam's Fourteen Points (1929)

قائداعظمؒ نے نہرو رپورٹ کی ظالمانہ سفارشات کو دیکھ کر مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے چودہ نکات پر مشتمل تجاویز آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ 1929ء میں پیش کیں جو قائداعظمؒ کے چودہ نکات کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

1- ہندوستان کا آئندہ آئین وفاقی ہو۔

2- صوبوں کو خود مختاری حاصل ہو اور انہیں یکساں اختیارات دیے جائیں۔

3- مسلمانوں کے لیے جداگانہ طریقہ انتخاب برقرار رکھا جائے۔

4- مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو 1/3 نمائندگی دی جائے۔

5- تمام صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے اور کسی فرقہ کی اکثریت کو اقلیت میں نہ بدلا جائے۔

6- کوئی بل یا قرارداد کسی بھی قانون ساز ادارے کو پیش نہ کی جائے اگر اس سے متعلقہ قوم کے 3/4 ارکان اس کی مخالفت کریں۔

7- سندھ کو بمبئی (ممبئی) سے الگ کیا جائے۔

8- دوسروں صوبوں کی طرح صوبہ سرحد اور بلوچستان میں بھی اصلاحات کی جائیں۔

9- ہندوستان کے تمام فرقوں کو مذہبی آزادی دی جائے۔

10- مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں مناسب حصہ دیا جائے۔

11- مرکزی وصوبائی وزارتوں میں کم از کم 1/3 مسلمان شامل کیے جائیں۔

12- اسلامی تہذیب و تعلیم اور مسلم اوقاف کو آئین میں تحفظ دیا جائے۔

13- کسی صوبے کی رضامندی کے بغیر آئین میں ترمیم نہ کی جائے۔

14- صوبوں کی حدود میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے مسلم اکثریت متاثر ہو۔

قراردادِ لاہور (1940ء)

Lahore Resolution (1940)

تحریک پاکستان میں پہلی دفعہ مسلم لیگ کے سیاسی پلیٹ فارم پر علامہ اقبالؒ نے 1930ء کے سالانہ اجلاس الٰہ آباد میں ایک الگ مملکت کا تصور پیش کیا۔ اس سے پہلے بھی بعض شخصیات تقسیم ہند کی تجاویز دے چکی تھیں۔ 1933ء میں چودھری رحمت علی نے اپنے ایک پمفلٹ ''اب نہیں تو پھر کبھی نہیں'' (Now or Never) کے ذریعے مسلمانوں کو پاکستان کے لفظ سے روشناس کروایا جو پنجاب کے 'پ'۔ افغانیہ (صوبہ سرحد) کے 'ا' کشمیر کے 'ک'۔ سندھ کے 'س' اور بلوچستان کے 'تان' پر مشتمل تھا۔ 1934ء میں قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا کام تیز کر دیا۔ 1937ء کی کانگرسی وزارتوں نے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی۔ ان حالات میں 1939ء میں دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ اور کونسل نے فیصلہ کیا کہ آئندہ سال لاہور میں ہونے والے اجلاس میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام کا مطالبہ کیا جائے گا۔

1940ء کو لاہور میں مسلم لیگ کا تاریخی جلسہ قائداعظمؒ کی زیرصدارت منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں منعقد ہوا۔ قائداعظمؒ نے دو قومی نظریے کی وضاحت کی اور فرمایا کہ برصغیر کے مسلمان محض ایک اقلیت نہیں بلکہ ہر تعریف کے لحاظ سے ایک قوم ہیں جن کے الگ وطن کی ضرورت ہے۔ مسلمان ایسی قوم ہیں جن کی تہذیب، تاریخ، مذہب اور زبان ہندوؤں سے مختلف ہے لہٰذا ان کا آپس میں اکٹھا رہنا ناممکن ہے۔ 23 مارچ 1940ء کو شیر بنگال مولوی اے۔ کے فضل الحق نے وہ تاریخی قرارداد پیش کی جسے قراردادِ لاہور کہا جاتا ہے۔ بعد میں یہی قرارداد ''قراردادِ پاکستان'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس قرارداد کا متن یہ ہے۔

''جغرافیائی اعتبار سے ان علاقوں کو جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے (جیسے ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصے) اس طرح متحد کیا جائے کہ وہ آزاد ریاستیں بن سکیں۔ ہر علاقہ داخلی طور پر خود مختار ہو۔ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں ان کے مذہبی، سیاسی، ثقافتی اور معاشی حقوق و مفادات کا تحفظ کیا جائے۔''

تمام مسلمانانِ ہند نے اس قرارداد کی حمایت و تائید کی۔ اس قرارداد سے مسلمانوں کی منزل متعین ہوگئی۔ مسلمانوں نے قائداعظمؒ کو اپنا لیڈر تسلیم کر لیا اور ان کی مدبرانہ صلاحیتوں کی روشنی میں آزاد ریاست کے قیام کی جدوجہد شروع کر دی۔ مسلم لیگ مسلمانوں کی ہر دلعزیز اور نمائندہ جماعت بن گئی۔ حصول پاکستان کے لیے مسلمانوں کا عزم مضبوط ہوگیا۔

3 جون 1947ء کا منصوبہ

(3rd June 1947 Plan)

ہندوستان کے حالات کو دیکھتے ہوئے فروری 1947ء میں برطانوی وزیراعظم لارڈ اٹیلی نے اعلان کیا کہ برطانیہ ہر صورت میں جون 1948ء تک برصغیر کا اقتدار چھوڑ دے گا۔ اس مقصد کے لیے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو برصغیر کا آخری گورنر جنرل مقرر کیا گیا۔ اس نے برصغیر کو متحد رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جلد ہی اس نے محسوس کیا کہ برصغیر کا حل صرف اس کی تقسیم ہے تاکہ دو آزاد ریاستیں پاکستان اور بھارت بن سکیں۔

3 جون 1947ء کو تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے منصوبے کا اعلان کیا گیا اس میں فیصلہ کیا گیا کہ اقتدار 14 اگست 1947ء کو مسلمانوں کو منتقل کر دیا جائے گا۔ صوبہ سرحد اور آسام کے ضلع سلہٹ میں ریفرنڈم کرایا جائے گا۔ بلوچستان کا فیصلہ جرگہ کرے گا۔ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے لیے ایک سربراہ کمیشن بنایا جائے گا۔ جس کی تشکیل کی گئی اور ریڈکلف سربراہ مقرر ہوئے۔ ریڈکلف کی بددیانتی سے مسلمان آبادی کے علاقے ہندوستان کے حوالے کر دیے گئے۔ جولائی 1947ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے برصغیر کی آزادی اور تقسیم کی منظوری دے دی جسے قانونِ آزادی ہند 1947ء کہتے ہیں۔

سوالات

1- نظریہ پاکستان کی تعریف کریں اور اس کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کریں۔
2- فلاحی ریاست کے لیے نظریہ پاکستان کی اہمیت اجاگر کریں۔
3- قومی یکجہتی کا مفہوم بیان کریں اور اس کے فروغ کے لیے ضروری اقدامات کا جائزہ لیں۔
4- تحریک پاکستان کے حوالے سے درج ذیل شخصیات کا کردار واضح کریں۔
(الف) سرسید احمد خاں (ب) ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ (ج) قائداعظم محمد علی جناحؒ
5- مسلم لیگ کے قیام کے مقاصد اور اہمیت پر روشنی ڈالیں۔
6- قائداعظمؒ کے مشہور چودہ نکات بیان کریں۔
7- درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔
(الف) قراردادِ پاکستان (ب) 3 جون 1947ء کا منصوبہ